مولانا سمیع الحق مدظلہ کی ڈائری اور علمی منتخبات

ماہنامہ الحق میں ''مولانا سمیع الحق صاحب کی ذاتی ڈائری اور علمی منتخبات''، سالہا سال سے چلنے والا علمی، ادبی، تاریخی اور سوانحی سلسلہ قارئین کی پرزور مطالبے اور شوق پر بالآخر کتابی شکل میں شائع ہوا۔ سینکڑوں صفحات پر مشتمل یہ کتاب دارالعلوم حقانیہ کی کہانی قدم بہ قدم، ملکی، بین الاقوامی ایشوز پر بے لاگ تبصرہ اور تجزیئے، علمی اور ادبی منتخبات، لطیف نکات اور معنی خیز اشعار کا مجموعہ قارئین الحق کیلئے ادبی سوغات سے کم نہیں۔ کتاب کے تعارف کیلئے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کے قلم اشہب سے پیش لفظ ملاحظہ فرمائیں ....(مدیر)

الحمدلولیه والصلوة علی نبیه صلی اللّٰه علیه وسلم

پیش نظر کتاب زندگی کی بکھری ہوئی کہانی اور پراگندہ افکار واحساسات کا مجموعہ ہے، جسے عموماً ماضی کی بے رحم صبح وشام میں دفن کر دیا جاتا ہے اور جسے سرِ عام بے نقاب ہوجانے سے گریز کیا جاتا ہے کہ اپنی خلوت میں غیروں کے جھانکنے سے کسی بھی حساس طبیعت کو جھجک ہوتی ہے اپنی شب وروز اور نجی زندگی کی خلوتوں کو غیروں کی جلوت بنانا کون سی عقلمندی ہے؟ مگر جب عزیز مکرم مولانا حافظ عرفان الحق سلمہ اللہ تعالیٰ فاضل ومدرس دارالعلوم حقانیہ نے بوسیدہ بکھری ہوئی پھٹی پرانی ڈائریوں کا پٹارہ کھول کر اسے ماہنامہ 'الحق' کے ذریعہ تماشہ گاہِ عالم بنادیا تو مخلص اور قدر شناس قارئین نے اس کے عیوب ونقائص سے صرفِ نظر کر کے اس کی قدر افزائی کی اور اسے کتابی شکل میں شائع کرنے کی بے تحاشہ فرمائش شروع ہوئی۔ ماضی کے دریچوں میں جھانک جھانک کر بھی مجھے اس ڈائری کا شان نزول معلوم نہیں ہوسکا کہ بچپن کے نو دس سال کی عمر میں خبر نویسی او رتذکرہ نگاری کا خبط کیوں سوار ہوا؟ گردوپیش بھی قرطاس وقلم اور شعر وسخن کا ماحول نہیں تھا کہ اس سے متاثر ہوا۔ ابھی الحق کا منصۂ شہود پر آنا بھی سولہ سترہ سال بعد کی بات تھی۔

بہرحال اولاً تو ڈائری کا تعلق گھر، محلّہ اور گاؤں کے محدود حلقہ سے تھا کہ چھوٹی سی معمولی بات

بھی قابل ذکر سمجھ لیتا پھر شعور بڑھنے کے ساتھ ساتھ اس کا دائرہ بھی اور اسلامی ملک کے حالات، شخصیات کے احوال واشغال تک پھیل گیا۔ والد کی شخصیت ہر کسی کے لئے قابل تقلید اور نمونہ عمل ہوتی ہے مگر مجھے عام لوگوں سے بڑھ کر اس صغرسنی میں اپنے والد ذی مرتبت (مولانا عبدالحقؒ) کی ذات میں ایک مثالی آئیڈیل نظر آیا اور ان کی شبانہ روز مشاغل سفر وحضر علمی، تدریسی، ساجی سرگرمیاں اور پھر ان کی قائم کردہ جامعہ حقانیہ کے ترقی پذیر مراحل واردین وصادرین کی آمدورفت اور اس کے بعد اپنی مصروفیات، علماء واکابر سے ملاقاتیں، ان سے استفادہ اور اسفار کی قابل ذکر باتیں ان یاداشتوں کا حصہ بنتی رہیں۔

اور آج یہ باتیں بحمدللہ جامعہ حقانیہ، اس کے عظیم بانیؒ، اساتذۂ حقانیہ اور اس سے وابستہ حضرات کی تاریخ کا ایک اہم ماخذ بن سکتی ہیں۔

اس دور کے علمی، سیاسی اور دنیائے علم وفضل کے بعض نابغہ روزگار حضرات کے بارے میں ذاتی تاثرات کے حسن وقبح کا بھی عمر اور خیالات کی ناپختگی اور بعد میں پختگی کیساتھ تغیر پذیر ہونا بھی ایک طبعی بات ہے کہ حالات اور زمانہ کے اتار چڑھاؤ کا کسی رائے پر اثر انداز ہونا انسان کے بے بس ہونے کی دلیل ہے۔ اتار چڑھاؤ تغیر وتبدل اور مدوجزر سے ایک ہی ذات بری ہے جو الحی القیوم ہے۔

احوال شب وروز کے ساتھ علم وفضل، اصحاب فکر ودانش کے علوم وافکار، علمی لطائف وغرائب کا ایک غیر متناہی خزانہ کتابوں کے بحرِ ذخار کی شکل میں اس امت کا سرمایہ ہے کہ علم ہی اس امت کی شناخت اور انفرادی خصوصیت ہے اس سمندر کی غوطہ زنی میں کوئی موتی، کوئی ہیرا چننے کے قابل نظر آیا تو اُسے اِس ڈائری کے دوسرے حصہ میں علمی منتخبات کے تحت سجایا گیا ہے۔ اگر پہلا سوانحی حصہ ہر کسی کیلئے لائق اعتناء نہ بھی ہو تو دوسرے حصہ سے کوئی بھی صاحب علم وادب بے نیاز نہیں ہوسکتا۔

کتاب کی تدوین وترتیب میں فاضل مؤلف مولانا حافظ عرفان الحق نے بڑی محنت اٹھائی، بکھرے اوراق کی شیرازہ بندی، دھندلے خطوط کو نئی روشنی دینا نہایت عرقریزی کا مشکل کام تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی یہ کاوش آئندہ علمی وادبی ترقیات کا ذریعہ بنادے اور اگر کہیں مجھ ناچیز سے غلطی غلو اور افراط و تفریط یا بھول چوک ہوئی ہو تو اللہ تعالیٰ اس سے درگذر فرما کر اس کی خوبیوں کو مقبولیت سے نوازے۔